سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جشنِ آزادی......!

میں نے آزادی دیکھی، آزادی ناچ رہی تھی، آزادی گا رہی تھی، آزادی اچھل کود اور غل غپاڑے میں بری طرح مستغمل تھی۔ لوگ آزادی کو بے دریغ ''ورت'' رہے تھے۔ پاکستانی نسل جس نے آزادی کے لیے ایک تنکا نہیں توڑا، پاکستانی قوم جسے آزادی کے لیے کانٹا بھی نہیں چبھا۔ پاکستانی روشن خیال جنہوں نے غلامی کی طویل شب کو شب عروس سمجھا...... انہیں قتل کی آزادی ہے۔ بم بازی کی آزادی ہے۔ ڈاکہ زنی کی آزادی ہے۔ دودھ، دہی دال، چاول، گندم، دھنیا، نمک، مرچ، مسالہ میں ملاوٹ کی آزادی ہے۔ دن بھر سبزیاں مہنگی بیچنے اور رات گئے ریڑھیاں، چھابے گندگی کے ڈھیروں پر پھینکنے کی آزادی ہے۔ اور اس آزادی میں عورت کا ۵۲ فیصد حق ہے۔ لہٰذا وہ آزاد ہے' ماں باپ سے، بہن بھائی سے، خاوند سے، مذہب سے، دینی قیود و حدود سے۔ وہ بال کٹوائے، منہ، گردن، سینہ، بانہیں ننگی کرے، وہ گیمز میں حصہ لے وہ آزاد ہے۔ اور آج تو آزادی ہے۔ آزادی ناچے گی خواہ ''گوڈے'' اور ''گٹے'' ٹوٹ جاویں، آزادی ناچے گی، یہ پاکستانی ثقافت ہے۔ ہٹ او مُلاّ! مجھے آج جی بھر کے آزادی منانے دے۔ یہ جشن آزادی پھر کہاں؟ اور تو کیا جانے آزادی کے کیا مزے ہیں؟ یہ ثقافتیے، یہ لاحقے، یہ سابقے، یہ بے تکے بیانئے، یہ آزادیے کہہ رہے تھے، بھاشن بگھار رہے تھے کہ ہم نے مُلاّ ازم کو دفن کر دیا ہے۔ آزادی ایک روشنی ہے جس کی چکا چوند سے ہم روشن خیال ہی آزادی منا سکتے ہیں۔ آزادی کا ایک ایک لمحہ یادگار ہے، قومی زندگی کے ثقافتی جسد میں آزادی ہی روح رواں ہے۔ آزادی ہی جاوداں ہے، یہ لامکاں، ماورائے حد امکاں، یہ کن فکاں، یہ سب قیاس وگماں ہے۔ آزادی مکان ہے، مکان واجب ہے، سرالاسرار ہے اور آزادی کے خیال ہی سے ہم پُر بہار رہتے ہیں اور امریکہ کی غلامی کے دن بھی ہمیں سازگار رہتے ہیں۔ اس حال میں جب بھی آزادی سے میں ملا ہوں' وہ مجھے اپنی سی لگی اور جب بھی پابندیوں میں اس کو ملا ہوں تو وہ نری باقیات ضیاء الحق لگی۔ ایسی آزادی کے ''فرقِ'' پہ خاک جو دل میں خوف خدا پیدا کرے، جو مہنگائی کو ''پھٹکارے''، جو سڑکوں پر رینگنے والی ابلیسی قوت سرمایہ دارانہ نظام کو ''درکارے''، جو لگژری کو انسانی زندگی میں گھلا ہوا زہر بے تریاق کہے، جو اسلام آباد کے غاصب ٹولے اور امریکی کمیوں کو شیطانی اشرافیہ بتائے۔ وہ آزادی ہمیں نہیں چاہیے جو ہم جاگیرداروں کی گردن ناپے۔ ایسی آزادی کے ہم قائل نہیں' جس میں حکمرانوں کے ایک اعلان سے ظالموں، جابروں اور مستبدوں کا جسم خبیث پسینے میں شرابور ہو جائے اور فریبی آنکھیں تملق کے بدبودار قطرے ٹپکائیں مگر دل ''آزادی'' کے

گیت گائے۔ ''آزادی'' کے انتظار میں اپنے متعفن لاشے کو ہلکان کر دے۔

آزادی کے لیے جنگ کوئی لڑے، قربانیاں کوئی دے، موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کو ہزیمت سے ہمکنار کوئی کرے، دشمن کو اپنی سرزمین سے کوئی بھگائے لیکن ''ٹیبل ٹاک'' کے دھنی ٹیبل پر بیٹھ کر سازشی بندر بانٹ کر لیں۔ یہود و نصاریٰ کی اتباع میں سیکولرازم اور لبرل ازم کی بانسری بجائیں۔ جیسا آج کل افغانستان میں ہو رہا ہے۔ ایک گیم کھیلی جا رہی ہے۔ فساق و فجار قریبِ کفار کو مسلط کرنے کی امریکی خواہش آخری مرحلے میں ہے۔ پھر وہاں بھی آزادی ہی آزادی ہے۔ روشن خیال ''وسیع البنیاد'' بے اساس و بدنہاد جو آزادی دے سکتے ہیں۔ افغانستان کا کوئی فرزند ناہموار جو آزادی دے سکتا ہے، وہ ایک بنیاد پرست سے کیسے متوقع ہو سکتی؟ وہ آزادی اللہ کا دین نہیں دیتا۔ ایک مسلمان اس آزادی کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اگر ایسی ہی آزادی چاہیے تھی تو وہ امریکہ ویورپ میں بھی اور غلام ہندوستان میں بھی تھی۔ اس کے لیے پاکستان الگ ریاست بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ ایسی قوم تیار کرنا تھی تو وہ تو یہودیوں، عیسائیوں اور بدھسٹوں کے ہر ملک میں موجود تھی۔ اس کے لیے پچپن ہزار بیٹیاں، ان گنت معصوم بچے اور لاتعداد بوڑھوں کو بے گور و کفن پاکستان کے راستے میں بچھانے کی کیا ضرورت تھی؟ ہاں ہاں! کیا ضرورت تھی؟

اور آزادی اس محبوس، متعفن فضا میں تھر تھر کانپتی لڑکھڑاتی، سر میں خاک ڈالتی دور خلاؤں میں گھور رہی تھی۔ اسے کچھ بھائی نہیں دے رہا تھا......

جی نڈھال، چشمِ نم اے سکوتِ شامِ غم
سیلِ درد پیش و پس آس پاس تیرگی
بے کنار ظلمتیں بے قیاس تیرگی

(۲۴/اگست ۱۹۹۶ء)

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

☆ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان ☆ 28/اگست 2003ء بروز جمعرات، بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

الداعی: سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان فون: 061-511961